

امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ نے لفظ ”نبی“ کا ترجمہ (غیب کی خبریں دینے والا) کیوں کیا؟

ترجمہ قرآن کنزالایمان میں ”النبی“ کے ترجمہ ”غیب کی خبریں دینے والا“

پر معاندین کے تمام اعتراضات کے مدلل اور مسکت جوابات

النَّبِيُّ كَا صَحِيح

معنی و مفہوم

از قلم غزالی داتا گنج بخش دہلی صاحبزادہ محمد رفیع صاحب

WWW.NAFSEISLAM.COM



امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ

نے لفظ ”نبی“ کا ترجمہ (غیب کی خبریں دینے والا) کیوں کیا؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بَلٰکَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَیْبِ نُوْجِیْہَا اِلَیْکَ (القرآن)

النَّبِیَّ کا صحیح معنی و مفہوم

ترجمہ قرآن ”کنز الایمان“ میں ”النبی“ کے ترجمہ ”غیب کی خبریں دینے والا“ پر معاندین کے تمام اعتراضات کے مدلل اور

مسکت جوابات

از قلم۔ غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ العزیز

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ وَ عَلٰی لِهٖ وَاصْحَابِہٖ اٰجْمَعِیْنَ

ابھی چند روز پہلے اسی رمضان شریف (۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء) میں فیصل آباد سے ایک پمفلٹ کی فوٹو کا پی بذریعہ ڈاک موصول ہوئی، اس پمفلٹ کا لکھنے والا کوئی شدید معاند معلوم ہوتا ہے، جسے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے انتہائی بغض ہے، وہ اعلیٰ حضرت کے معتقدین کو ملتِ بریلویہ سے تعبیر کرتا ہے۔ معاند مذکور نے مسئلہ علم غیب کے ضمن میں لکھا ہے:

(۱) اصطلاحی نبی کے معنی غیب کی خبر دینے والے کے نہیں۔

(۲) اصطلاحی نبی **نبا** سے ماخوذ نہیں، بلکہ اصطلاحی نبی **نبوة** یا **نباوة** سے ماخوذ ہے، اُس نے اپنی تائید میں ائمہ لغت کی جو عبارات نقل کیں، سب میں قطع و برید اور انتہائی خیانت سے کام لیا اور بعض مقامات پر اپنی جہالت کا بھی مظاہرہ کیا جس کی تفصیل قارئین کے سامنے آرہی ہے۔

پمفلٹ مذکور میں بروایت حاکم ایک اعرابی کا یہ واقعہ بھی نقل ہے کہ اُس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہمزہ کے ساتھ **نبی اللہ** کہا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر انکار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا! میں ہمزہ کے ساتھ **نبی اللہ** نہیں، بلکہ بغیر ہمزہ کے **نبی اللہ** ہوں۔

معاند نے اس کے معنی بیان کرنے میں انتہائی خیانت سے کام لیا اور اس بارے میں محدثین اور اہل لغت کے اقوال اور بالخصوص یہ قول کہ اعرابی کی یہ روایت صحیح نہیں، بلکہ ضعیف اور منقطع ہے، از روئے خیانت نقل نہیں کیا اور حاکم کے متساہل ہونے کو بھی نظر انداز کر دیا، ان شاء اللہ ہم ان سب حقائق کو دلائل کے ساتھ بیان کریں گے۔

اس معاند نے اپنی جہالت کا ثبوت دیتے ہوئے ہمزہ کے ساتھ لفظ **نحی** کو لغت ردی بمعنی غیر فصیح قرار دیا۔

پھر مزید جہالت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بغیر ہمزہ لفظ **نحی** کو **نحی** بالہمزہ سے بلاغت کے اعتبار سے زیادہ بلیغ کہا، صرف یہی نہیں، بلکہ بعض ائمہ کے کلام میں لفظ ”**اجود**“ نقصان جودت کے معنی میں سمجھا اور ہمزہ کے ساتھ لفظ **نحی** کی

فصاحت کے خلاف بطور استدلال کہا کہ قرآن مجید میں **نہی** بلا ہمزہ آیا ہے اور یہ نہ دیکھا کہ ہمزہ کے ساتھ **نہی** پورے قرآن میں حضرت امام نافع کی قرأت ہے اور یہ قرأت اُن سات قرأتوں میں سے ہے جو سب متواتر ہیں اور اُن کے متواتر ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں، جس کی تفصیل آرہی ہے۔

علاوہ ازیں اس معاند نے امام راغب اصفہانی اور صاحب روح المعانی پر بہتان باندھا کہ اعرابی کا منشاء حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کہانت کا الزام لگانا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تنکیر فرما کر غیب دانی اور کہانت کے الزام سے اپنی بریت کا اعلان فرما دیا، اس عبارت میں انکار کی بجائے تنکیر کا لفظ معاند کی جہالت ہے اور اس مضمون کا امام راغب اور صاحب روح المعانی کی طرف منسوب کرنا، ان دونوں بزرگوں پر بہتان تراشی ہے، نہ امام راغب نے اعرابی کی روایت مذکورہ کا یہ مفہوم بیان کیا اور نہ صاحب روح المعانی نے **وَإِذْ كُنَّا فِي الْكِتَابِ مُوسَىٰ** کے تحت اس کہانت اور غیب دانی کا کوئی ذکر کیا۔

عبارات علماء میں اس معاند کی قطع و بید اور خیانت کے ساتھ اس کی جہالت کی تفصیل میں جانے سے پہلے نبی اور رسول کی تعریف علمائے متکلمین کی زبان سے سُن لیجئے، اُس کے بعد لفظ **”غیب“** اور لفظ **”نبی“** پر مفسرین و محدثین اور ائمہ لغت کی عبارات ملاحظہ فرمائیے، معاند کی خیانت آپ کے سامنے بے نقاب ہو کر آ جائے گی۔

(۱) نبی اور رسول کی تعریف کرتے ہوئے شرح عقائد نسفی میں علامہ تفتازانی نے فرمایا:

”هُوَ إِنْسَانٌ بَعَثَهُ اللَّهُ إِلَى الْخَلْقِ لِتَبْلِيغِ الْأَحْكَامِ“

(نبی اور رسول وہ انسان ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تبلیغ احکام کے لئے مخلوق کی طرف مبعوث فرمایا)۔

احکام عملی ہوں جیسے عبادات و معاملات وغیرہ، یا اعتقادی، مثلاً مرنے کے بعد اٹھنا، فرشتوں، جنت، دوزخ پر یقین رکھنا اور وہ تمام امور جو لوگوں سے غائب ہیں، وہ سب غیب ہیں، جن کی تبلیغ کے لئے نبی مبعوث ہوتا ہے اور ان سب امور غیبیہ کی انہیں خبر دیتا ہے، اس تعریف سے ظاہر ہو گیا کہ غیب کی خبر دینے والے کو نبی اور رسول کہتے ہیں، اب لفظ غیب پر مفسرین کی عبارات ملاحظہ فرمائیے:

WWW.NAFSEISLAM.COM

(۲) امام نسفی نے **”بالغیب“** کے تحت فرمایا:

”مَا غَابَ عَنْهُمْ مِمَّا أَنْبَأَهُمْ بِهِ نَبِيُّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ مِنْ أَمْرِ الْبَعْثِ وَالنُّشُورِ وَالْحِسَابِ

وغير ذلك“ (مدارك، جلد ۱، صفحہ ۲۱)

(یعنی غیب سے مراد ہر وہ چیز ہے جو لوگوں سے غائب ہو، جس کی خبر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کو دی، مرنے کے بعد اٹھنا، حشر و نشر، حساب اور اس کے علاوہ)۔

(۳) امام قرطبی نے **”الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ“** میں لفظ غیب کی تفسیر میں متعدد اقوال نقل کرتے ہوئے فرمایا:

”وَقَالَ آخِرُونَ الْقُرْآنِ وَمَا فِيهِ مِنَ الْغُيُوبِ وَقَالَ آخِرُونَ الْغَيْبِ كُلُّ مَا أَخْبَرَ بِهِ الرَّسُولُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ مِمَّا لَا تَهْتَدِي إِلَيْهِ الْعُقُولُ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَالْحَشْرِ وَالنُّشْرِ وَالصَّرَاطِ وَالْمِيزَانِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ“

(ایک قول یہ ہے کہ یہاں الغیب سے مراد قرآن اور اُس کے غیوب ہیں، دوسرے علماء نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کی دی ہوئی غیب کی وہ سب خبریں مراد ہیں جو انسانی عقول سے بالاتر ہیں جیسے علاماتِ قیامت، عذابِ قبر، حشر و نشر، پل صراط، میزان، جنت اور دوزخ۔

تمام اقوال کے بعد ابنِ عطیہ کا محکمہ نقل فرماتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں:

”وَهَذِهِ الْأَقْوَالُ لَا تَتَعَارَضُ، بَلْ يَقَعُ الْغَيْبُ عَلَى جَمِيعِهَا“۔ (قرطبی، جلد ۱، صفحہ ۱۶۳)

(یعنی ان تمام اقوال میں کوئی تعارض نہیں، بلکہ ان سب چیزوں کو غیب کہا جاتا ہے۔ انتہی)

(۵) بیضاوی میں **يَوْمُ مَنُونٍ بِالْغَيْبِ** کے تحت ہے:

”وَالْمُرَادُ بِهِ الْخَفِيُّ الَّذِي لَا يُدْرِكُهُ الْحَسُّ وَلَا يَقْتَضِيهِ بَدَاهَةُ الْعَقْلِ“ (بیضاوی، صفحہ ۱۸)

(یعنی غیب سے مراد ہر وہ پوشیدہ چیز ہے جو ادراک، حواس اور عقل سے بالاتر ہو۔ انتہی)

اس کے بعد لفظِ غیب پر ہم ائمہ لغت کی عبارات نقل کرتے ہیں:

(۶) لغت قرآن کے عظیم و جلیل امام شیخ ابوالقاسم الحسین الراغب الاصفہانی ”الغيب“ کے تحت فرماتے ہیں:

”وَالْغَيْبُ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى يَوْمُ مَنُونٍ بِالْغَيْبِ مَا لَا يَقَعُ تَحْتَ الْحَوَاسِ وَلَا تَقْتَضِيهِ بَدَاهَةُ الْعُقُولِ، وَ إِنَّمَا يُعْلَمُ بِخَبَرِ الْأَنْبِيَاءِ“۔ انتہی (مفردات امام راغب، صفحہ ۳۷۳)

يَوْمُ مَنُونٍ بِالْغَيْبِ میں **الغيب** سے مراد وہ چیزیں ہیں جو حواس اور عقول سے بالاتر ہوں، انبیاء کی خبر کے بغیر ان کا علم حاصل نہ ہو سکے۔

(۷) لغت عرب کے امام الائمۃ ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور الافریقی المصری اپنی شہرہ آفاق تصنیف ”لسان العرب“ میں اور شارح قاموس امام لغت، الامام محب الدین ابوالفیض سید محمد مرتضیٰ الحسینی الواسطی الزبیدی الھنّی اپنی عظیم و جلیل تصنیف ”تاج العروس“ میں فرماتے ہیں:

”قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ الدَّجَاجُ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى يَوْمُ مَنُونٍ بِالْغَيْبِ أَيُّ بِمَا غَابَ عَنْهُمْ، فَأَخْبَرَ هُمْ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَمْرِ الْبُعْثِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَ كُلِّ مَا غَابَ عَنْهُمْ، مِمَّا أَنْبَأَهُمْ بِهِ فَهُوَ غَيْبٌ“۔

(لسان العرب، جلد ۱، صفحہ ۶۵۴۔ تاج العروس، جلد ۱، صفحہ ۴۱۶)

(**يَوْمُ مَنُونٍ بِالْغَيْبِ** کی تفسیر میں ابواسحاق زجاج نے کہا، وہ ہر اس غیب پر ایمان لاتے ہیں جس کی خبر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں دی، مرنے کے بعد اٹھنے، جنت اور دوزخ کی اور ہر وہ چیز جو ان سے غائب ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس کی انہیں خبر دی، وہ غیب ہے)۔

ائمہ تفسیر و ائمہ لغت کی ان تمام عبارات سے ثابت ہو گیا کہ غیب کی خبر دینے والے کو نبی و رسول کہتے ہیں۔

اب ہم لفظ **النَّبِيُّ** پر علماء مفسرین اور علمائے لغت کی عبارات پیش کرتے ہیں، ملاحظہ فرمائیے:

(۸) الامام محی السنۃ علاء الدین علی بن محمد المعروف بالجازن **وَيَقْتُلُونَ النَّبِيَّ** کے تحت فرماتے ہیں:

النَّبِيُّ مَعْنَاهُ الْمُخْبِرُ مِنْ أَنْبَاءِ نَبِيِّ، وَقِيلَ هُوَ بِمَعْنَى الرَّفِيعِ مَا خُوِذَ مِنَ النَّبُوءَةِ وَهُوَ الْمَكَانُ الْمُرْتَفِعُ

انتہی (حازن، جلد ۱، صفحہ ۵۴)

یعنی ”النَّبِيُّ“ کے معنی ہیں (خبر دینے والا) یہ **أَنْبَأُ، يُنْبِئُ** سے ماخوذ ہے اور کہا گیا کہ وہ **الرَّفِيعُ** (بلند مرتبہ) کے معنی میں ہے، **النَّبُوءَةُ** سے ماخوذ ہے جس کے معنی بلند جگہ کے ہیں۔ انتہی۔

(۹) علامہ نسفی نے **وَيَقْتُلُونَ النَّبِيَّ** کے تحت فرمایا: **بِالْهَمْزَةِ نَافِعٍ وَكَذَابًا بَهْ - انتہی**۔ (مدارك، ج ۱، ص ۵۴)

یعنی **النَّبِيَّ** ہمزہ کے ساتھ ہے اور یہ نافع کی قرآء ہے۔

نافع نے لفظ **النَّبِيَّ** کو پورے قرآن کریم میں ہمزہ کے ساتھ پڑھا، خواہ مفرد ہو یا جمع۔

(۱۰) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی آیت کے تحت

فرمایا:

قَرَأْنَا فَعِ بِهَمْزَةِ ”النَّبِيَّ“ ”وَالنَّبِيَّ“ ”وَالْأَنْبَاءَ“ ”وَالنَّبُوءَةَ“ وَتَرَكَ الْقَالُونَ الْهَمْزَةَ فِي الْأَحْزَابِ ”لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ“ ”وَيُبَيِّنُ النَّبِيَّ إِلَّا“ (الآية) فِي الْوَصْلِ خَاصَّةً بِنَاءٍ عَلَى أَصْلِهِ فِي الْهَمْزَتَيْنِ الْمَكْسُورَتَيْنِ وَإِذَا كَانَ مَهْمُوزًا فَمَعْنَاهُ الْمُخْبِرُ مِنْ أَنْبَأٍ يُنْبِئُ وَنَبَأٍ يُنْبِئُ وَالْبَاقُونَ بِتَرْكِ الْهَمْزَةِ فَحِينَئِذٍ تَرَكَ الْهَمْزَةَ إِمَّا أَنْ يَكُونَ لِلتَّخْفِيفِ لِكَثْرَةِ الْإِسْتِعْمَالِ أَوْ يَكُونُ مَعْنَاهُ الرَّفِيعُ مِنَ النَّبُوءَةِ وَهِيَ الْمَكَانُ الْمُرْتَفِعُ. انتہی (تفسیر مظہری، جلد ۱، ص ۷۶)

امام نافع نے **”النَّبِيَّ“ ”النَّبِيَّ“ ”الْأَنْبَاءَ“** اور **”النَّبُوءَةَ“** کو ہمزہ کے ساتھ پڑھا، اُن کے شاگرد قائلون نے سورۃ احزاب کی دو آیتوں **”لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ“** اور **”يُبَيِّنُ النَّبِيَّ إِلَّا“** میں خاص حالت وصل میں ہمزہ ترک کر دیا، اپنے اس قاعدہ کے مطابق کہ جب دو ہمزہ مکسور جمع ہو جائیں، تو پہلے کو **”يَا“** سے بدل دیا جاتا ہے، (چونکہ یہاں اس سے پہلے **”يَا“** تھی، اس لئے اُسے **”يَا“** میں مدغم کر دیا) تو جب لفظ **”نبی“** مہموز یعنی ہمزہ کے ساتھ ہو تو اُس کے معنی ”مخبر“ ہیں، **أَنْبَأُ، يُنْبِئُ، نَبَأٌ، يُنْبِئُ** سے ماخوذ ہے اور ائمہ قرآن نے ترک ہمزہ کے ساتھ پڑھا، اُس وقت ترک ہمزہ کثرت استعمال کی وجہ سے تخفیف کے لئے ہوگا یا اس کے معنی **الرَّفِيعُ** (بلند مرتبہ) ہوں گے، نبوءۃ سے ماخوذ ہوگا اور اس کے معنی بلند مقام کے ہیں۔ انتہی۔

(۱۱) امام قرطبی فرماتے ہیں:

وَقَرَأْنَا فَعِ ”النَّبِيَّ“ بِالْهَمْزِ حَيْثُ وَقَعَ فِي الْقُرْآنِ إِلَّا فِي مَوْضِعَيْنِ فِي سُورَةِ الْأَحْزَابِ ”إِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَدَ“ ”وَلَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ“ فَإِنَّهُ قَرَأَ بِلَا مَدٍ وَلَا هَمْزٍ، وَإِنَّمَا تَرَكَ هَمْزَ هَذَيْنِ لِاجْتِمَاعِ هَذَيْنِ مَكْسُورَتَيْنِ وَتَرَكَ الْهَمْزَةَ فِي جَمِيعِ ذَلِكَ الْبَاقُونَ، فَأَمَّا مَنْ هَمَزَ فَهُوَ عِنْدَهُ مِنْ أَنْبَأٍ إِذَا أَخْبَرَ وَاسْمُ فَاعِلِهِ مُنْبِئٌ وَقَدْ جَاءَ فِي جَمْعِ نَبِيٍّ نُبَاءً.

وَقَالَ الْعَبَّاسُ بْنُ مِرْدَاسٍ السُّلَمِيُّ يَمْدَحُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

**يَا خَاتَمَ النَّبِيِّاءِ إِنَّكَ مُرْسَلٌ
بِالْحَقِّ كُلُّ هُدًى السَّبِيلِ هَذَاكَ**

هَذَا مَعْنَى قِرَاءَةِ الْهَمْزِ، وَاخْتَلَفَ الْقَائِلُونَ بِتَرْكِ الْهَمْزِ، فَمِنْهُمْ مَنْ اشْتَقَّ اشْتِقَاقَ مَنْ هَمْزٌ، ثُمَّ سَهَّلَ الْهَمْزَ، وَمِنْهُمْ مَنْ قَالَ هُوَ مُشْتَقٌّ مِنْ نَبَا يَنْبُوا إِذَا ظَهَرَ، فَالْنَّبِيُّ مِنَ النَّبُوَّةِ وَهُوَ الْإِرْتِفَاعُ فَمَنْزِلَةُ النَّبِيِّ رَفِيعَةٌ.

اور امام نافع نے **النَّبِيِّنَ** ہمزہ کے ساتھ پڑھا، جہاں بھی قرآن میں یہ لفظ واقع ہوا، سواد وجہ کے، سورہ احزاب کی آیت ”إِنْ وَهَبْتُ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ“ اور ”لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ“ انہوں نے ان دونوں آیتوں میں لفظ **النَّبِيِّ** مد اور ہمزہ کے بغیر پڑھا، جہاں اُن کا ترک ہمزہ صرف اس لئے ہے کہ ان دونوں آیتوں میں دو ہمزہ مکسور جمع ہوئے، باقی قرآن نے ترک ہمزہ کے ساتھ **النَّبِيِّنَ** پڑھا، جنہوں نے ہمزہ کے ساتھ پڑھا، اُن کے نزدیک لفظ ”نبی“ **انبا** سے ماخوذ ہے، اس کا اسم فاعل **مُنْبِيٌّ** ہے اور **نبی** کی جمع صرف انبیاء آتی ہے اور ہمزہ کے ساتھ **نبی** کی جمع **نُبَاءٌ** بھی آتی ہے، حضرت عباس مرد اس سلمیٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کرتے ہوئے کہا ۔

يَا خَلَاءَ النَّبُوءِ يَا خَلَاءَ النَّبِيِّ
بِالْحَقِّ كُلُّ هُدًى السَّبِيلِ هَذَا كَمَا

(یعنی اے خاتم النبیین بے شک آپ رسول برحق ہیں، راہ نجات کی ہر ہدایت آپ کی ہدایت ہے)

یہ معنی قرآنہ بالہمزہ کے ہیں اور ترک ہمزہ کے قائلین میں اختلاف ہے، بعض نے اس کا اشتقاق ہمزہ سے مانا، پھر ہمزہ کی تسہیل کردی اور بعض نے کہا **نَبَا يَنْبُو** سے مشتق ہے جس کے معنی **ظہر** ہیں اور **نبی نبوة** سے ماخوذ ہے، **نبوة** کے معنی ہیں ”بلندی“ لہذا نبی کا مرتبہ بلند ہوتا ہے۔

آگے چل کر فرمایا:

وَيُرْوَى أَنَّ رَجُلًا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ: وَهَمْزٌ: فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَسْتُ بِنَبِيِّ اللَّهِ، وَهَمْزٌ وَلَكِنِّي نَبِيُّ اللَّهِ وَلَمْ يَهَمْزُ قَالَ أَبُو عَلِيٍّ ضَعِيفٌ سَنَدُ هَذَا الْحَدِيثِ وَمِمَّا يُقَوِّى ضَعْفَهُ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدْ أَنْشَدَهُ الْمَادِحُ، يَا خَاتَمَ النَّبَاءِ وَلَمْ يُؤْثَرْ فِي ذَلِكَ انْكَارٌ.

مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا: **السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ** اور لفظ نبی کو ہمزہ سے ادا کیا، تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا! میں ہمزہ کے ساتھ **نبی** اللہ نہیں، بلکہ میں ہمزہ کے بغیر **نبی** اللہ ہوں، ابوعلی نے کہا اس حدیث کی سند ضعیف ہے، امام قرطبی نے فرمایا اس حدیث کے ضعیف ہونے کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ حضور کی مدح کرنے والے شاعر (صحابی) نے حضور کو مخاطب کر کے **يَا خَاتَمَ النَّبَاءِ** کہا (جب کہ **نُبَاء** صرف ہمزہ کے ساتھ لفظ **نبی** کی جمع کے لئے آتا ہے) اور اس میں حضور کا انکار منقول نہیں ہوا، اٹھنی (قرطبی، ج ۱، ص ۴۳۱)

امام قرطبی کی اس عبارت سے لفظ **نبی** کی قرآنہ بالہمزہ اور **انباء** سے اس کے مشتق ہونے پر روشنی پڑنے کے علاوہ یہ بات بھی سامنے آگئی کہ وہ مخبر کے معنی میں ہے اور لفظ انبیاء نبی بالہمزہ اور بغیر ہمزہ دونوں کی جمع ہے اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ صحابی نے نبی کو مخاطب کر کے ہمزہ کے ساتھ ”**خَاتَمَ النَّبَاءِ**“ کہا ہے، اگر یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ناپسند ہوتا تو

فوراً انکار کر دیتے، سب سے اہم بات جو امام قرطبی کی اس عبارت سے ثابت ہوئی یہ ہے کہ جس روایت میں رجل اعرابی کا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار فرمانا منقول ہے، صحیح نہیں، بلکہ ضعیف ہے اور اس کے ضعف کی دلیل حضرت عباس بن مرداس کا مذکورہ بالا شعر ہے۔

مخفی نہ رہے کہ امام قرطبی کے مطابق اعرابی کی روایت مذکورہ کو دیگر علماء بالخصوص ائمہ لغت نے بھی امام حاکم کی تصحیح کے باوجود ضعیف قرار دیا ہے، کیونکہ امام حاکم محدثین کے نزدیک تصحیح میں متساہل ہیں جیسا کہ ان شاء اللہ ائمہ لغت کی عبارات کے ضمن میں ہم اس پر دلائل قائم کریں گے۔

معاند کی یہ انتہائی خیانت ہے کہ اُس نے ائمہ لغت کی عبارات سے وہ حصہ نقل کیا جو اُسے مفید مطلب نظر آیا، حالانکہ وہ ہرگز اُسے مفید نہیں، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

(۱۲) امام اشیر الدین ابو عبد اللہ محمد بن یوسف الشہیر بآبی حیان (اندلسی) اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:

وَقَرَأَ نَافِعٌ بِهَمْزِ النَّبِيِّ وَالْأَنْبِيَاءِ وَالنَّبُوءَةِ إِلَّا أَنَّ قَالُونَ أَبَدَلَ وَأَدْعَمَ فِي الْأَحْزَابِ فِي "وَهَبْتَ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ" وَفِي "لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ" فِي الْوَصْلِ وَقَرَأَ جُمْهُورٌ بِغَيْرِ هَمْزٍ. انتہی۔ (البحر المحیط، ج ۱، ص ۳۷)

یعنی نافع نے النَّبِیِّ اور النَّبِیَّ اور الْأَنْبِیَاءِ اور النَّبُوءَةِ سب کو ہمزہ کے ساتھ پڑھا، لیکن قالون نے سورۃ احزاب کی دو آیتوں "وَهَبْتَ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ" اور "لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ" میں حالت وصل میں ابدال اور ادغام کیا اور جمہور نے بغیر ہمزہ کے پڑھا۔ انتہی۔

حضرات محدثین اور ائمہ لغت حدیث نے بھی لفظ نبی کو نبأ سے ماخوذ مانا ہے اور نبی کے معنی مخبر عن اللہ اور نبوة کے معنی اطلاع علی الغیب لکھتے ہیں۔

(۱۳) محدث جلیل امام لغت حدیث علامہ الشیخ محمد طاہر صاحب "مجمع بحار الانوار" لفظ نبی اللہ کے تحت فرماتے ہیں:

هُوَ بِمَعْنَى فَاعِلٍ مِنَ النَّبَاءِ "الْخَبَرُ لِأَنَّهُ أَنْبَأَ عَنِ اللَّهِ يَجُوزُ تَخْفِيفُ هَمْزِهِ وَتَحْقِيقُهَا۔

(یعنی لفظ نبی اللہ میں نبی فاعل کے معنی میں ہے نبأ سے ماخوذ ہے، نبأ خبر کو کہتے ہیں، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دی، لفظ نبی کے ہمزہ کی تخفیف و تحقیق دونوں جائز ہیں)۔ اس کے بعد فرمایا:

وَقِيلَ هُوَ مُشْتَقٌّ مِنَ النَّبَاةِ وَهُوَ الشَّيْءُ الْمُرْتَفَعُ وَمِنَ الْمَهْمُوزِ شِعْرُ ابْنِ مِرْدَاسٍ "يَا خَاتَمَ النَّبَاةِ إِنَّكَ مُرْسَلٌ" انتہی (مجمع بحار الانوار، ج ۳، ص ۳۲۹)

(یعنی بعض نے کہا نباوة سے مشتق ہے اور وہ شے مرتفع ہے اور مہموز سے عباس بن مرداس کا یہ شعر ہے: يَا خَاتَمَ النَّبَاةِ إِنَّكَ مُرْسَلٌ" اے خاتم النبیین! بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں)

یہ پورا شعر ہم قرطبی کے حوالہ سے نقل کر چکے ہیں، جس کو انہوں نے ایک اعرابی کے يَا نَبِيَّ اللہ کہنے اور نبی بالہمزہ پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انکار کی روایت کے ضعیف ہونے کی تائید میں نقل کیا ہے، صاحب مجمع بحار الانوار نے بھی نقل کر کے اس روایت کے ضعف کی طرف اشارہ کر دیا، جس کی تائید مزید وضاحت کے ساتھ ان شاء اللہ تعالیٰ "تاج

العروس“ کی عبارات سے قارئین کے سامنے آرہی ہے۔

(۱۴) متکلمین نے بھی **نبی** اصطلاحی کو **نبأ** سے مشتق مانا ہے، شرح مواقف میں ہے:

”النَّبِيُّ“ وَاشْتِقَاقُهُ مِنَ النَّبَأِ فَهُوَ جَيْنِيدٌ مَهْمُوزٌ لِكُنْهٖ يَخْفَفُ وَ يُدْغَمُ وَهَذَا الْمَعْنَى حَاصِلٌ لِمَنْ اشْتَهَرَ بِهَذَا الْإِسْمِ لِإِسْمِ لَا نَبَايَهُ عَنِ اللَّهِ تَعَالَى، وَقِيلَ النَّبِيُّ هُوَ مُشْتَقٌّ مِنَ النَّبُوءَةِ وَهُوَ الْإِرْتِفَاعُ. انتہی (شرح مواقف، ج ۸، ص ۲۱۷)

(النَّبِيُّ) کا اشتقاق **نبأ** سے ہے، ایسی صورت میں وہ مہموز ہے، لیکن اسے مخفف اور مدغم کر دیا جاتا ہے اور یہ معنی ہر اُس مقدس انسان کے لئے حاصل ہیں جو نبی کے نام سے مشہور ہوا، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دیتا ہے، اور کہا گیا کہ **النَّبِيُّ، النبوة** سے مشتق ہے، جس کے معنی ہیں بلند ہونا۔ اٹھی۔)

(۱۵) شرح عقاید نسفی کے شارح علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۳۹ھ) نے لفظ نبی کے اشتقاق میں متعدد اقوال نقل کرنے کے بعد بطور محاکمہ ”شرح الشافیہ“ کی عبارت نقل کرتے ہوئے فرمایا:

جَاءَ النَّبِيُّ مَهْمُوزًا فِي الْقِرَاءَةِ آتِ السَّبْعِ وَالثَّانِي بَأَنَّ الْحَدِيثَ غَيْرُ صَحِيحٍ وَإِنْ رَوَاهُ الْحَاكِمُ لِأَنَّ فِي سَنَدِهِ حَمْرَانَ مِنْ غُلَاةِ الشَّيْعَةِ وَلَوْ سَلِمَ فَلَعَلَّ الْأَعْرَابِيَّ أَرَادَ اشْتِقَاقَهُ مِنْ نَبَأِ الْأَرْضِ إِذَا خَرَجَتْ مِنْهَا إِلَى الْأُخْرَى۔ (نبراس، ص ۸)

(یعنی لفظ ”النَّبِيُّ“ ہمزہ کے ساتھ قراءات سب سے ہے اور دوسرے یہ کہ اعرابی کی حدیث صحیح نہیں، اگرچہ اسے حاکم نے روایت کیا، کیونکہ اس کی سند میں حمران ہے، جو غلاۃ شیعہ سے ہے اور اگر بالفرض اس روایت کو تسلیم بھی کر لیا جائے، تو اعرابی کے **نبی اللہ** کہنے پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار اس لئے نہیں تھا کہ لفظ نبی مہموز نہیں، بلکہ اعرابی نے عرب کے ایک محاورے ”نَبَأُ الْأَرْضِ“ (میں ایک زمین سے دوسری زمین کی طرف نکلا) سے اخذ کر کے خارج کے معنی میں ہمزہ کے ساتھ حضور کو **نبی** کہا تھا، جس پر حضور نے انکار فرمایا۔ اٹھی)

اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ **نبی** ہمزہ کے ساتھ **نبأ** سے ماخوذ ہے اور یہ قراءات سب سے ہے، اعرابی کی حدیث سے اس کے خلاف استدلال صحیح نہیں، کیونکہ وہ حدیث اپنی سند کے اعتبار سے خود غیر صحیح ہے۔

(۱۶) لغت قرآن کے امام علامہ راغب اصفہانی ”نبوة“ کے معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

النَّبُوءَةُ سَفَارَةٌ بَيْنَ اللَّهِ وَبَيْنَ ذَوِي الْعُقُولِ مِنْ عِبَادِهِ بِإِزَاحَةٍ عَلَيْهِمْ فِي أَمْرِ مَعَادِهِمْ وَمَعَاشِهِمْ وَ النَّبِيُّ لِكُونِهِ مُنْبَأً بِمَا تَسْكُنُ إِلَيْهِ الْعُقُولُ الذِّكِّيَّةُ وَهُوَ يُصَحُّ أَنْ يَكُونَ فَعِيلًا بِمَعْنَى الْمَفْعُولِ لِقَوْلِهِ نَبَأَنِي الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ۔ (مفردات، ص ۴۹۹)

(نبوة اللہ تعالیٰ اور اُس کے ذوی العقول بندوں کے درمیان سفارت کا نام ہے جو اُن کے تمام دنیوی اور اخروی امور سے ہر قسم کی خرابی دور کرنے کے لئے ہوتی ہے، اور اس کو نبی اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ ایسی خبریں دیتا ہے جن کی وجہ سے پاکیزہ عقول کو تسکین و طمانیت حاصل ہوتی ہے، لفظ نبی کا **فَعِيلٌ** بمعنی **فَاعِلٌ** ہونا بھی صحیح ہے، جس کی دلیل یہ دو آیتیں ہیں: ”نَبِيٌّ عِبَادِي“ (میرے بندوں کو خبر دیجئے) اور **قُلْ أَوْ نَبِّئُكُمْ** (فرما دیجئے کیا میں تمہیں خبر دوں؟) اور بمعنی مفعول بھی ہو سکتا

ہے جس کی دلیل ”نَبَانِي الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ“ ہے (یعنی علیم، خبیر نے مجھے خبر دی)

اس کے بعد فرماتے ہیں:

وَقَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ هُوَ مِنَ النَّبُوَّةِ أَيْ الرَّفْعَةِ وَسُمِّيَ نَبِيًّا لِرَفْعَةِ مَحَلِّهِ عَنْ سَائِرِ النَّاسِ الْمَذْلُولِ عَلَيْهِ، وَرَفْعَتَهُ مَكَانًا عَلِيًّا، فَالنَّبِيُّ بِغَيْرِ أَبْلَغُ مِنَ النَّبِيِّ بِالْهَمْزِ لِأَنَّهُ لَيْسَ كُلُّ مُنْبَأٍ رَفِيعَ الْقَدْرِ وَالْمَحَلِّ۔

(بعض علماء نے کہا کہ لفظ نبی نبوة سے ماخوذ ہے، جس کے معنی ہیں ”رفعة“ اور وہ نبی کے نام سے اس لئے موسوم ہوا کہ باقی سب لوگوں سے اس کا مقام بلند ہے، جس پر اللہ تعالیٰ کا قول ”وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا“ دلالت کرتا ہے، لہذا نبی بغیر ہمزہ کے ہمزہ کے ساتھ لفظ نبی سے ابلغ ہے، کیونکہ ہر مُنْبِئ (خبر دینے والا) رفیع القدر و المحل نہیں ہوتا۔ اٹھی)۔ (مفردات، ص ۵۰۰)

یہاں زیادہ معنی کی وجہ سے لفظ ”ابلیغ“ استعمال ہوا ہے، بلاغت کے اعتبار سے نہیں، جیسا کہ معاند نے سمجھا، کیونکہ بلاغت کلمہ کی صفت نہیں، بلکہ کلام کی صفت ہے۔

(۱۷) دیکھئے قاضی بیضاوی نے الرحمن کو الرحیم سے محض زیادہ معنی کی وجہ سے ابلغ کہا ہے۔ (بیضاوی، ص ۵)

اس کے بعد لفظ ”النَّبِي“ کے ماخذ اشتقاق اور اس کے معنی کی وضاحت کے لئے ہم ائمہ لغت عرب کی عبارات ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

(۱۸) امام لغت صاحب قاموس فرماتے ہیں:

وَالنَّبِيُّ الْمُخْبِرُ عَنِ اللَّهِ تَعَالَى وَتَرَكَ الْهَمْزُ الْمُخْتَارَ جَمْعُهُ أَنْبِيَاءُ وَنُبَاءٌ وَأَنْبَاءٌ وَالنَّبِيُّونَ وَالْأَسْمُ النَّبُوَّةُ۔ انتہی (القاموس المحيط، ج ۱، ص ۲۹)

(یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دینے والے کو ”نبی“ کہتے ہیں اور ہمزہ کا ترک مختار ہے، اس کی جمع أَنْبِيَاءُ وَنُبَاءٌ وَأَنْبَاءٌ اور النَّبِيُّونَ اور اسم النَّبُوَّةُ ہے۔ اٹھی۔

صاحب قاموس کے علاوہ بعض دیگر علماء اور ائمہ لغت نے بھی ترک ہمزہ کو مختار کہا ہے جس کے معنی معاند نے غلط سمجھے، ترک ہمزہ کا مختار ہونا محض کثرت استعمال میں تخفیف کی وجہ سے ہے، ورنہ تو اتر کے اعتبار سے لفظ النبی بالہمزہ اور بلا ہمزہ دونوں مختار ہیں، کیونکہ دونوں قرأت سب سے متواترہ میں سے ہیں، جیسا کہ ائمہ مفسرین کی عبارات سے ہم ثابت کر چکے ہیں اور اس پر مزید کلام آگے بھی آ رہا ہے۔

تنبیہ ضروری؛ قاضی بیضاوی نے مَالِكِ يَوْمَ الدِّينِ میں مَالِكِ کی قرأۃ پر مَلِكِ کی قرأۃ کو ترجیح دیتے ہوئے ”وَهُوَ الْمُخْتَارُ“ کہا۔

(۱۹) جس پر محشی نے علامہ شہاب الدین خفاجی سے نقل کرتے ہوئے لکھا:

الْأُولَى أَنْ لَا يُوصَفَ أَحَدٌ هُمَا بِالْمُخْتَارِ لِمَا يُؤْهِمُ أَنَّ الْأُخْرَى بِخِلَافِهِ مَعَ أَنَّ الْقِرَاءَةَ تَيْنِ مُتَوَاتِرَتَانِ۔

(یعنی بہتر یہ ہے کہ دونوں میں سے کسی ایک قرأۃ کو مختار نہ کہا جائے، کیونکہ اس سے یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ دوسری قرأۃ مختار نہیں، باوجودیکہ دونوں قرأتیں متواترہ ہیں۔ (بیضاوی حاشیہ ۵، ص ۷)

(۲۰) شیخ زادہ نے بھی قاضی بیضاوی کے قول **وہو المختار** پر کلام کرتے ہوئے لکھا کہ مصنف نے اپنی قرأۃ **مَلِكِ يَوْمَ الدِّينِ** کو مختار کہہ کر اُسے ترجیح دی اور اسی طرح **مَالِكِ يَوْمَ الدِّينِ** کی قرأۃ والوں نے اپنی قرأۃ کو دوسری قرأۃ پر ترجیح دی اور ایسی ترجیح جس سے دوسری قرأۃ کا ساقط ہونا ظاہر ہوتا ہے: **”وَهَذَا غَيْرُ مَرْضِيٍّ لَّأَنَّ كِلَيْهِمَا مُتَوَاتِرَةٌ“** یعنی یہ ناپسندیدہ ہے، اس لئے کہ دونوں قرأتیں متواترہ ہیں۔

معلوم ہوا کہ دو متواتر قرأتوں میں سے ایک قرأۃ کو اس طرح ترجیح دیتے ہوئے مختار کہنا کہ دوسری قرأۃ کا غیر مختار ہونا ظاہر ہوتا ہو یا اس کا وہم پیدا ہوتا ہو، پسندیدہ نہیں۔

معاند کی جسارت ملاحظہ فرمائیے کہ اُس نے **نَبِيٍّ**، **بِالْهَمْزِ** کی قرأۃ متواترہ کو فصاحت و بلاغت کے خلاف سمجھا، یہاں تک کہ نعوذ باللہ اُسے لغتِ ردی قرار دے کر بالکل ہی ساقط کر دیا، جب کہ **نَبِيٍّ** بالہمزہ اور بلا ہمزہ دونوں قرأتیں متواترہ ہیں۔

ہمزہ کے ساتھ **النَّبِيُّ** امام نافع کی قرأۃ ہے جو قراءتِ سبعہ متواترہ سے ہے، جیسا کہ ہم تفسیر قرطبی، تفسیر مدارک، تفسیر مظہری اور تفسیر بحر محیط کی عبارات سے ثابت کر چکے ہیں۔

(۲۱-۲۲) ائمہ قراء سبعہ اور اُن کی قراءت کا بیان اور یہ کہ امام نافع قراء سبعہ میں شامل ہیں اور اہل مدینہ نے ان کی قرأۃ کو اختیار کیا، نہایت بسط و تفصیل کے ساتھ تفسیر اتقان، جزء اول، ص ۸۲ اور مناہل العرفان، جزء اول، ص ۴۰۹ میں مرقوم ہے۔

(۲۳) تفسیر اتقان، جزء اول، ص ۸۳ میں یہ تصریح بھی موجود ہے:

لَآنَّ السَّبْعَ لَمْ يُخْتَلَفْ فِي تَوَاتُرِهَا (یعنی قراءتِ سبعہ کے متواتر ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہوا۔
(۲۴-۲۵) لسان العرب، جلد ۱، ص ۱۶۳، تاج العروس، جلد ۱، ص ۱۲۲ میں ہے:

وَقَالَ الْفَرَّاءُ النَّبِيُّ هُوَ مَنْ أَنْبَأَ عَنِ اللَّهِ فَتَرَكَ هَمْزُهُ قَالَ وَإِنْ أُخِذَتْ مِنَ النَّبُوءَةِ وَالنَّبَاةِ وَهِيَ الْإِرْتِفَاعُ أَيْ أَنَّهُ أَشْرَفَ عَلَى سَائِرِ الْخَلْقِ فَاصْلُهُ غَيْرُ الْهَمْزِ۔ انتہی سیبویہ کے نزدیک بھی لفظ **نَبِيٍّ** اصل میں مہوز اللام ہے۔

(۲۶) دیکھئے شرح شافییہ میں ہے:

وَكَذَٰلَا النَّبِيُّ أَصْلُهُ عِنْدَ سَيْبُويِهِ الْهَمْزُ (شرح شافییہ، جلد اول، ص ۲۱۲، طبع بیروت)
(نبی کی اصل سیبویہ کے نزدیک ہمزہ کے ساتھ ہے)

(۲۷) صاحبِ نبراس نے بھی فرمایا کہ سیبویہ اور دیگر محققین کا مذہب یہ ہے کہ نبی (بالہزۃ) مہوز اللام ہے (نبراس، ص ۸)

سیبویہ کا یہ مذہب مذکور کہ لفظ نبی ماخذِ نَبَا ہے اور مہوز اللام ہے۔

(۲۸-۲۹) لسان العرب، جلد اول، ص ۱۶۳، تاج العروس، ج ۱، ص ۱۲۱-۱۲۲ میں تفصیل کے ساتھ مرقوم ہے، اسی وضاحت کے ضمن میں علامہ زبیدی نے فرمایا :

”قَالَ سِيبَوِيهٖ لَيْسَ أَحَدٌ مِنَ الْعَرَبِ إِلَّا وَيَقُولُ تَنْبَأُ مُسَيَّلَمَةً بِالْهَمْزِ غَيْرَ أَنَّهُمْ تَرَكَوْا فِي النَّبِيِّ الْهَمْزَ“۔

(یعنی سیبویہ نے کہا کہ عرب کا ہر شخص ”تَنْبَأُ مُسَيَّلَمَةً“ ہمزہ کے ساتھ کہتا ہے، بجز اُس کے کہ انہوں نے ”النَّبِيُّ“ میں ہمزہ ترک کر دیا ہے۔

معاند نے ”تاج العروس“ سے سیبویہ کا مذہب نقل کرتے ہوئے انتہائی خیانت اور عبارت میں قطع بُرید سے کام لیا۔ (۳۰) تاج العروس کی اصل عبارت یہ ہے :

”وَقَالَ سِيبَوِيهٖ الْهَمْزُ فِي النَّبِيِّ لُغَةً رَدِيَّةٌ يَعْنِي لِقَلَّةِ اسْتِعْمَالِهَا لِأَنَّ الْقِيَاسَ يَمْنَعُ مِنْ ذَلِكَ“۔ انتہی (تاج العروس، ج ۱، ص ۱۲۲)

یعنی سیبویہ نے کہا کہ لفظ **نبی** میں ہمزہ لغتِ ردیہ ہے، یعنی اس کی قلتِ استعمال کی وجہ سے، نہ اس لئے کہ قیاس اس سے روکتا ہے۔

معاند نے لغتِ ردیہ کے بعد کی عبارت نقل نہیں کی اور از روئے خیانت اُسے چھوڑ دیا، کیونکہ لفظِ ردیہ کے معنی پر اُس سے روشنی پڑتی تھی۔

صاحبِ تاج العروس نے ”بَعْنِي لِقَلَّةِ اسْتِعْمَالِهَا“ کہہ کر سیبویہ کی مراد ظاہر کی کہ صرف قلتِ استعمال کی بنا پر اُسے لغتِ ردیہ کہا گیا ہے، یہ نہیں کہ قیاس اُس سے روکتا ہو۔

(۳۱) لسان العرب میں بھی یہی عبارت بلفظِ مرقوم ہے (لسان العرب، ج ۱، ص ۱۶۲) معاند کے ہاتھ کی صفائی دیکھئے کہ دونوں کتابوں کی عبارت منقولہ نقل نہیں کی، بلکہ صرف لغتِ ردیہ کا لفظ نقل کر دیا، محض یہ تاثر دینے کے لئے کہ ہمزہ کے ساتھ لفظ **نبی** ردی ہونے کی وجہ سے لغتِ قرآن نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح زجاج کے قول میں ”وَالْأَجْوَدُ تَرَكَ الْهَمْزَ“ کے معنی بھی یہ نہیں کہ ہمزہ کے ساتھ ”النَّبِيُّ“ جید نہیں ہے، بلکہ یہ لفظ اجود محض کثیر الاستعمال ہونے کے معنی میں ہے۔

سیبویہ اور زجاج دونوں کے قول کی مراد ظاہر ہے، سیبویہ نے ہمزہ کے ساتھ **النَّبِيُّ** کو قلیل الاستعمال کہا اور زجاج نے بغیر ہمزہ کے لفظ **نبی** کو اجود کہہ کر کثیر الاستعمال قرار دیا جسے معاند نے اپنی جہالت سے جید کے خلاف سمجھا اور یہ نہ دیکھا کہ زجاج نے خود وضاحت کے ساتھ یہ بات کہی کہ اہل مدینہ کی ایک جماعت نے ہمزہ کے ساتھ ”النَّبِيُّ“ پڑھا اور پورے قرآن میں اُن کی ”قراءة النبى“ کے ہمزہ کے ساتھ ہے۔

(۳۲) علامہ زبیدی تاج العروس میں **النَّبِيُّ** کے تحت فرماتے ہیں :

وَفِي النِّهَايَةِ فَعِيلٌ بِمَعْنَى فَاعِلٍ لِلْمُبَالَغَةِ مِنَ النَّبَأِ ”الْخَبَرُ لِأَنَّهُ“ أَنْبَاءٌ عَنِ اللَّهِ أَيْ أَخْبَرَ قَالَ وَيَجُوزُ فِيهِ تَحْقِيقُ الْهَمْزِ وَتَخْفِيفُهُ يُقَالُ نَبَأٌ وَأَنْبَاءٌ۔ انتہی۔ (تاج العروس، ج ۱، ص ۱۶۱)

(یعنی نہایہ میں ہے کہ **نبی**، **فعلی** کے وزن پر **فَاعِل** کے معنی میں ہے، مبالغہ کے لئے یہ **نَبَأٌ** سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں خبر، اس لئے کہ نبی نے اللہ کی طرف سے خبر دی، صاحب نہایہ نے کہا کہ لفظ نبی میں ہمزہ کی تحقیق اور تخفیف دونوں جائز ہیں، مجاورہ عرب میں کہا جاتا ہے: **نَبَأٌ، وَنَبَأٌ، وَأَنْبَاءٌ** یعنی اُس نے خبر دی۔ اٹھی)

معاند کی ایک اور خیانت ملاحظہ فرمائیے: کنز العمال سے حدیث اعرابی کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا کہ اعرابی نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا ”اے غیب داں! حضور نے فرمایا! میں غیب داں نہیں، میں تو رفیع المنزلۃ ہوں۔“
کنز العمال اٹھا کر دیکھ لیجئے، اس میں کہیں بھی یہ ذکر نہیں کہ اعرابی نے حضور کو ”غیب داں“ کہا اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر انکار فرماتے ہوئے فرمایا کہ میں تو ”رفیع المنزلۃ“ ہوں، یہ وہی حدیث ہے جس کا ذکر بار بار آچکا ہے اور اعرابی نے **يَا خَارِجٌ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ** کے معنی مراد لے کر حضور کو ہمزہ کے ساتھ **نبی اللہ** کہا تھا، اسی معنی کے مراد لینے کی بنا پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر انکار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ میں ہمزہ کے ساتھ **نبی اللہ** نہیں، بلکہ میں ہمزہ کے بغیر **نبی اللہ** ہوں۔

اگر معاند نے طنز ایسا لکھا ہے، تب بھی واقعہ کے اعتبار سے یقیناً یہ بہتان ہے، کیونکہ اس کا یہ لکھنا قطعاً خلاف واقع ہے۔ معاند کو معلوم ہونا چاہیے کہ آج تک کسی بھی اہل حق نے نبی کا ترجمہ ”غیب داں“ کے لفظ سے نہیں کیا، نبی اس مقدس انسان کو کہتے ہیں جو مبعوث من اللہ ہو کر غیب کی خبریں دینے والا بلند مرتبہ ہو۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لفظ نبی کا ترجمہ فرماتے ہوئے جہاں بھی غیب کی خبریں دینے والا ارقام فرمایا، تو ان ہی مرادی معنی کے لحاظ سے ہے اور ان معنی کے پیش نظر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ترجمہ صحیح ہے، اگرچہ ہم نے اپنے ترجمہ (البیان) میں محض اختصار کے پیش نظر یہ ترجمہ نہیں لکھا، لیکن قرآن مجید میں جہاں بھی لفظ نبی آیا ہے، ہمارے نزدیک اس کے مرادی معنی یہی ہیں جن کی صحت پر ہماری منقولہ عبارات اور اُن کے علاوہ قرآنی آیات شاہد عادل ہیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

(۳۳) اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَاِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ، یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی فرما رہے ہیں۔

(۳۴) اسی طرح **تِلْكَ مِنْ اَنْبَاِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَا اِلَيْكَ**، یعنی یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی

فرماتے ہیں، نیز ارشاد فرمایا:

(۳۵) **نَبِيٌّ عِبَادِيْ اِنِّىْ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ**

میرے بندوں کو خبر دے دیجئے کہ میں ہی غفور رحیم ہوں۔

معاند نے ہماری تمام عبارات منقولہ اور ان آیات قرآنیہ کو نظر انداز کر کے کہہ دیا کہ اصطلاحی نبی **نَبَأٌ** سے ماخوذ نہیں اور نبی اصطلاحی کے معنی مجبر عن اللہ نہیں، بلکہ اس کے معنی رفیع المنزلۃ ہیں اور یہ نہ سوچا کہ نبی کا رفیع المنزلۃ ہونا اور اُس کا ایسا بلند مرتبہ والا ہونا کہ اس کے علاوہ اور کوئی انسان اس کے مرتبہ کو نہ پہنچ سکے، اسی امر پر مبنی ہے کہ وہ مبعوث من اللہ ہو کر مجبر عن اللہ ہے، اسی لحاظ سے نبی ایسا رفیع المنزلۃ ہے کہ کوئی غیر نبی اس کے مقام کو نہیں پاسکتا، ورنہ محض مرتبہ کے اعتبار سے بلند

ہونا نبی کا خاصہ نہیں غیر نبی کے لئے بھی رفعت منزلت قرآن مجید سے ثابت ہے۔

(۳۶) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ۔

یعنی اللہ تعالیٰ تم میں سے مومنین کا ملین اور اہل علم کے درجے بلند فرمائے گا اور اس میں شک نہیں کہ مومنین کا ملین اور اہل علم اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا و آخرت میں بلند درجے رکھتے ہیں، دیکھئے صالحین اور اولیائے کرام کے درجے عامۃ المسلمین سے بلند ہیں اور شہید کا درجہ بھی غیر شہید سے بلند ہے، صدیقین کے مراتب اور درجات شہداء سے بھی بلند ہیں، اور رفعت منزلت ان سب کے لئے ثابت ہے، لیکن نبی کی رفعت منزلت کو غیر نبی نہیں پاسکتا، اسی لئے ہم نے بار بار تنبیہ کی ہے کہ نبی کے مخرج عن اللہ اور رفیع المنزلہ ہونے میں کوئی تعارض نہیں، بلکہ دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے۔

مگر افسوس کہ معاند نے نبی کے مخرج عن اللہ ہونے کی نفی کرتے ہوئے اسے صرف رفیع المنزلہ قرار دے کر گویا اس کی رفعت منزلت کی بنیاد ہی کو ختم کر دیا۔

معاند نے نبی کے مخرج عن اللہ ہونے کی نفی بڑے شد و مد سے کی ہے اور اس نفی پر حدیث اعرابی کا سہارا لیا ہے اور اس حدیث کے بارے میں، مستدرک سے امام حاکم کا یہ قول بھی نقل کیا ہے **”صَحِيحٌ عَلَىٰ شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ“** لیکن اپنے اس کلام میں ہر جگہ جہالت اور خیانت کا مظاہرہ کیا ہے، اس کے بارے میں ہم تفسیر قرطبی سے نقل کر چکے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے، صاحب نبراس کی عبارت بھی ہم نے نقل کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگرچہ اس حدیث کو امام حاکم نے روایت کیا اور **”عَلَىٰ شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ“** اسے صحیح لکھا، لیکن سند کے اعتبار سے یہ حدیث ضعیف ہے، اس کے راویوں میں ایک راوی حمران ہے جو غلام شیعہ سے ہے۔

(۳۷) علاوہ ازیں امام زبیدی صاحب تاج العروس نے اسی حدیث اعرابی کے بارے میں فرمایا :

”وَيَنْبَغِي أَنْ تَكُونَ رِوَايَةُ انْكَارِهِ غَيْرَ صَحِيحَةٍ عَنْهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لِأَنَّ بَعْضَ شُعَرَائِهِ وَهُوَ الْعَبَّاسُ بْنُ مَرْدَاسٍ السُّلَمِيُّ قَالَ يَا خَاتَمَ النَّبَاءِ وَلَمْ يَرِدْ عَنْهُ انْكَارُهُ لِذَلِكَ۔“

(یعنی مناسب یہ ہے کہ اعرابی کی حدیث جس میں نبی بالہزہ کا انکار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے، اسے غیر صحیح قرار دیا جائے، اس لئے کہ حضور کے شعراء میں سے عباس بن مرداس سلمیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے کہا : **يَا خَاتَمَ النَّبَاءِ** اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا انکار وارد نہیں ہوا) جب کہ **نُبَاءٌ نَبِيٌّ** کی جمع نہیں، بلکہ **نَبِيٌّ** بالہزہ کی جمع ہے)

اس سے کچھ پہلے یہی امام زبیدی اس روایت کے بارے میں فرما چکے ہیں کہ

(۳۸) اس حدیث کے رواۃ میں حسین جعفی ہے جو شیخین کی شرط پر نہیں۔

وَلِهَذَا ضَعَّفَهُ جَمَاعَةٌ مِنَ الْقُرَّاءِ وَالْمُحَدِّثِينَ وَلَهُ طَرِيقٌ آخَرٌ مَنْقُطٌ۔ انتہی

یعنی اسی لئے قراء و محدثین کی ایک جماعت نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے، اس حدیث کا ایک دوسرا طریق

بھی ہے جو منقطع ہے۔ (تاج العروس، جلد ۱، ص ۱۲۲)

رہا یہ امر کہ امام حاکم نے اس کو صحیح علی شرط الشیخین کہا، تو یہ امام حاکم کا تساہل ہے۔

(۳۹) امام نووی تقریب میں فرماتے ہیں :

وَاعْتَنَى الْحَاكِمُ بِضَبْطِ الزَّائِدِ عَلَيْهِمَا وَهُوَ مُتْسَاهِلٌ

یعنی امام حاکم نے مستدرک میں کوشش کی کہ وہ شرط شیخین پر زائد حدیثیں ضبط کریں اور وہ حدیث کی تصحیح میں تساہل ہیں۔
(۴۰) امام سیوطی نے اس کے تحت تدریب الراوی میں فرمایا :

قَالَ شَيْخُ الْإِسْلَامِ وَإِنَّمَا وَقَعَ لِلْحَاكِمِ التَّسَاهُلُ لِأَنَّهُ سَوَّدَ الْكِتَابَ لِيَنْقَحَهُ فَأَعْجَلَتْهُ الْمَنِيَّةُ ۝

یعنی شیخ الاسلام (حافظ ابن حجر عسقلانی) نے کہا کہ حاکم کے تساہل کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب مستدرک کا مسودہ تیار کیا تا کہ اس کی تنقیح کریں، لیکن اس سے پہلے ہی ان کی موت واقع ہو گئی۔ (تدریب مع تقریب، ص ۵۲)
معاند نے ان تمام عبارات و تصریحات علماء کو نظر انداز کر کے اپنی جہالت اور خیانت کا مظاہرہ کیا۔ **وَاللّٰهُ**

الْمُشْتَكِي

بالفرض حدیث اعرابی کو تسلیم بھی کر لیا جائے، تب بھی وہ معاند کا سہارا نہیں بنتی، اس لئے کہ ہم علماء کی عبارات نقل کر کے بار بار تنبیہ کر چکے ہیں کہ اعرابی کے **يَا نَبِيَّ اللّٰهُ** ہمزہ کے ساتھ کہنے پر اس لئے حضور نے انکار نہیں فرمایا کہ اُس نے مجبر عن اللہ کے معنی مراد لے کر حضور کو ہمزہ کے ساتھ **نَبِيَّ اللّٰهُ** کہا تھا، بلکہ صرف اس بناء پر حضور نے انکار فرمایا کہ اُس نے **يَا خَارِجٌ مِنْ مَّكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ** کے معنی مراد لے کر حضور کو ہمزہ کے ساتھ یا نبی اللہ کہا تھا۔

بعض علماء نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انکار کی وجہ یہ تھی کہ لفظ **نَبِيَّ** بالہمزہ لغت قریش سے نہ تھا۔
(۴۱) یہ محض توہم ہے، امام زبیدی ”تاج العروس“ میں فرماتے ہیں:

وَالَّذِي صَرَّحَ بِهِ الْجَوْهَرِيُّ وَالصَّاعِقَانِيُّ بِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا أَنْكَرَهُ لِأَنَّهُ أَرَادَ يَا مَنْ خَرَجَ مِنْ مَّكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ، لَا لِكَوْنِهِ لَمْ يَكُنْ مَنْ لُغَتِهِ كَمَا تَوَهَّمُوا وَيُؤَيِّدُهُ قَوْلُهُ تَعَالَى لَا تَقُولُوا رَاعِنَا فَإِنَّهُمْ إِنَّمَا نُهُوا عَنْ ذَلِكَ لِأَنَّ الْيَهُودَ كَانُوا يَقْضُدُونَ اسْتِعْمَالَهُ مِنَ الرَّعُونَةِ لَا مِنَ الرِّعَايَةِ قَالَهُ شَيْخُنَا
۵۱

یعنی حدیث اعرابی میں ہمزہ کے ساتھ **نَبِيَّ اللّٰهُ** کہنے پر حضور کا انکار جوہری اور صاعقانی کی تصریح کے مطابق صرف اس لئے تھا کہ اعرابی نے **يَا مَنْ خَرَجَ مِنْ مَّكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ** کا معنی مراد لے کر صرف ”خَارِجٌ“ کے معنی میں حضور کو **نَبِيَّ اللّٰهُ** کہا تھا، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار اس بناء پر نہ تھا کہ **نَبِيَّ** بالہمزہ حضور کی نعت میں نہیں تھا، جیسا کہ لوگوں نے وہم کیا، اس تصریح کی تائید اللہ تعالیٰ کے قول **لَا تَقُولُوا رَاعِنَا** سے ہوتی ہے، کیونکہ **رَاعِنَا** کہنے کی نہیں صرف اس وجہ سے تھی کہ یہود رعایت کی بجائے رعوت سے مشتق کر کے حضور کو **رَاعِنَا** کہتے تھے، یہ بات ہمارے شیخ نے فرمائی اھ۔ (تاج العروس، ج ۱، ص ۱۲۲)

اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ اگر حدیث اعرابی کو تسلیم بھی کر لیا جائے، تب بھی وہ معاند کا سہارا نہیں بنتی، کیونکہ جس معنی پر حضور نے انکار فرمایا، ان معنی میں لفظ نبی قرآن و حدیث میں مستعمل نہیں ہوا، آخر میں معاند کا یہ کہنا کہ جوہری نے اپنی

صاح میں نبی کو فعلیل بمعنی مفعول نہ کہ بمعنی فاعل فرما کر ہماری تائید فرمائی، عجیب مضحکہ خیز ہے۔

جب اس لفظ **نبی** کو غیر جید غیر فصیح اور لغت ردی کہہ کر اسے ساقط کر دیا، تو اب جو ہری کی عبارت سے اسے کیا فائدہ پہنچا؟ پھر یہ کہ جو ہری نے فعلیل بمعنی مفعول ضرور کہا، لیکن بمعنی فاعل کی نفی نہیں کی اور دیگر ائمہ لغت کی تصریحات ہم اس سے پہلے نقل کر چکے ہیں کہ انہوں نے بمعنی فاعل بھی کہا جو معاند کے مسلک کی نفی صریح ہے۔

اس کے بعد ہم معاند کی ایک اور جہالت و خیانت کا پردہ بھی چاک کر دینا چاہتے ہیں جس کا مظاہرہ اس نے ہمزہ کے ساتھ لفظ **نبی** کی نفی کی تائید میں کیا ہے، کہتا ہے کہ قرآن مجید میں **نبی** بلا ہمزہ آیا ہے، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی نبی بلا ہمزہ فرمایا، حدیث کی بحث تو ابھی تفصیل کے ساتھ قارئین کے سامنے آچکی ہے، رہا یہ امر کہ صحائف قرآنیہ میں نبی بلا ہمزہ آیا ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید میں صرف مَا لِكَ يَوْمَ الدِّينِ آیا ہے، مَلِكِ يَوْمَ الدِّينِ نہیں آیا، اسی طرح خَاتَمُ النَّبِيِّينَ آیا ہے، خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ نہیں آیا، لیکن جب یہ ثابت ہو گیا کہ مَا لِكَ اور مَلِكِ دونوں قرأتیں متواتر ہیں، نیز خَاتَمُ اور خَاتَمِ بھی ہر دو متواتر قرأتیں ہیں، تو اس کے بعد محض اس بنا پر کہ صحائف قرآنیہ میں صرف ایک قرأت لکھی ہے، دوسری متواتر قرأت کا انکار کسی اہل علم، بلکہ عام مسلمان کے نزدیک بھی جہالت کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا۔

ہم ثابت کر چکے ہیں نبی بالہمزہ اور بلا ہمزہ دونوں قرأتیں ہیں، ایسی صورت میں معاند کا لفظ نبی بلا ہمزہ کا انکار جہالت و خیانت نہیں تو کیا ہے؟

ہمارے اپنے مسلک کی تائید کے لئے اختصار کے ساتھ دلائل کا پیش کر دینا بھی کافی تھا، لیکن ائمہ مفسرین و محدثین علماء لغت قرآن و حدیث و متکلمین اور ائمہ لغت عرب کی ان تفصیلی عبارات کو محض اس لئے نقل کیا گیا کہ معاند کی خیانت واضح ہو کر قارئین کے سامنے آجائے۔

ہماری منقولہ عبارات کو پڑھنے کے بعد قارئین کرام پر یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ ہر جگہ ہماری تائیدی عبارات پہلے مذکور ہیں، جمہیں معاند نے از روئے خیانت نقل نہیں کیا، صرف قول مؤخر کو اپنی تائید میں سمجھ کر نقل کر دیا جو فی الواقع اس کے مفید مطلب نہیں، جیسا کہ ہم تفصیل کے ساتھ بیان کر چکے ہیں۔

معاند نے اپنی ساری قوت اس غلط نظریہ کو ثابت کرنے میں صرف کر دی کہ اصطلاحی نبی نبأ سے ماخوذ نہیں اور اصطلاحی نبی کے معنی خبر دینے والا نہیں، بلکہ اس کے معنی صرف رفع المنزلة ہیں۔

ہم نے دلائل کی روشنی میں ثابت کر دیا کہ لفظ ”نبی“ کے اصطلاحی معنی مبعوث من اللہ ہو کر ”مُخْبِرٌ يَأْمُرُ غَيْرُ عَنِ اللَّهِ“ ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر پانے والا یا خبر دینے والا، اور اُس کا رفع المنزلة ہونا اسی امر پر مبنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہو کر خبر پانا یا خبر دینا صرف نبی کی شان ہے، غیر نبی کا یہ مرتبہ نہیں، اسی لئے علماء نے لفظ نبی کے اصطلاحی معنی خبر پانے یا خبر دینے والا تحریر کئے ہیں، جیسا کہ ہم تفصیلی عبارات ابھی نقل کر چکے ہیں۔

خلاصۃ الکلام کے طور پر ناظرین کرام معاند کے تینوں دعاوی ذہن نشین فرمائیں :

(۱) ایک یہ کہ نبی، نبأ بمعنی خبر سے مشتق نہیں اور اس کے معنی ”خبر دینے والا“ ہرگز نہیں، بلکہ وہ نبوة سے ماخوذ

ہے جس کے معنی ہیں ”بلندی“، لہذا نبی کے معنی ہیں بلند رتبہ۔

(۲) یہ کہ لفظ ”نبی“ ہمزہ کے ساتھ قرآن مجید میں نہیں آیا۔

(۳) یہ کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہمزہ کے ساتھ ”نبی اللہ“ کہا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ہمزہ کے ساتھ نبی اللہ نہیں، بلکہ ہمزہ کے بغیر ”نبی اللہ“ ہوں، ہم نے اس کے تینوں دعوؤں کو دلائل کے ساتھ رد کر دیا اور ثابت کر دیا کہ :

۱۔ لفظ **نَبُوَّةٌ** خود ”اَنْبَاءٌ“ سے ماخوذ ہے اور لفظ ”نبی“ کا ماخذ **نَبَأٌ** ہے اور نبی کے معنی ہیں خبر دیا ہوا، اور ”خبر دینے والا“ اور اس کا بلند رتبہ ہونا اسی لئے ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے **مُخْبِرٌ** اور **مُخْبِرٌ** ہوتا ہے۔

۲۔ اور ہم نے اچھی طرح واضح کر دیا کہ قرآن مجید کی قرأت متواترہ میں ہمزہ کے ساتھ **نبی** وارد ہے۔

۳۔ ہم نے اس حقیقت کو بھی بے نقاب کر دیا کہ اعرابی والی وہ روایت قابلِ اعتماد نہیں ہے۔

اس کے بعد ہم وہابیوں، دیوبندیوں کے مقتداء اور امام ابن تیمیہ کی وہ عبارات نقل کرتے ہیں، جنہوں نے معاند کے ان دعوؤں کو **ہباء منشوراً** کر کے رکھ دیا اور معاند کے لئے ذلت و خواری کے سوا کچھ نہ چھوڑا، ملاحظہ فرمائیے، معاند کے امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں :

(۱) **وَالنَّبُوَّةُ مُشْتَقَّةٌ مِنَ الْاَنْبَاءِ وَالنَّبِيُّ فَعِيلٌ وَفَعِيلٌ قَدْ يَكُونُ بِمَعْنَى فَاعِلٍ اِیْ مُنْبِئٍ وَبِمَعْنَى مَفْعُولٍ اِیْ مُنْبِئٍ وَهَمَا هُنَا مَتَلَا زَمَانٌ** (کتاب النبوة، طبع بیروت، ص ۳۳۳)

اور ”نَبُوَّةٌ“۔ ”اَنْبَاءٌ“ سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں خبر دینا اور ”نبی“، فَعِيل کے وزن پر ہے اور فَعِيل کبھی اسم فاعل کے معنی میں آتا ہے، یعنی خبر دینے والا اور کبھی اسم مفعول کے معنی میں یعنی ”خبر دیا ہوا“ اور یہاں یہ دونوں آپس میں لازم و ملزوم ہیں، یعنی خبر دینے والا ہونے کے لئے لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دیا ہوا ہو۔ آگے چل کر لکھتے ہیں :

(۲) **وَهُوَ مِنَ النَّبَاءِ وَاَصْلُهُ الْهَمْزَةُ وَقَدْ قُرِئَ بِهِ وَهِيَ قِرَاءَةٌ نَافِعَةٌ يَقْرَأُ النَّبِيُّ لَكِنْ لِكثَرَةِ اسْتِعْمَالِهِ لَيْسَتْ هَمْزَتُهُ كَمَا فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ فِي الذَّرِيَةِ وَفِي الْبَرِيَةِ، وَقَدْ قِيلَ هُوَ مِنَ النَّبُوَّةِ وَهُوَ الْعَلُوُّ فَمَعْنَى النَّبِيِّ الْمَعْلَى الرَّفِيعُ الْمَنْزِلَةُ وَالتَّحْقِيقُ اِنْ هَذَا الْمَعْنَى دَاخِلٌ فِي الْاَوَّلِ فَمِنْ اَنْبَاءِ ؕ اللّٰهُ وَجَعَلَهُ مُنْبِئاً عَنْهُ فَلَا يَكُونُ الْارْفِيعُ الْقَدْرُ عَلِيّاً۔** (کتاب النبوة، ص ۳۳۶)

”نبی“ ”نَبَأٌ“ سے ماخوذ ہے، اس کی اصل ہمزہ ہے اور ہمزہ کے ساتھ اُسے پڑھا گیا ہے اور وہ نافع کی قرأت ہے جو اسے ہمزہ کے ساتھ ”نبی“ پڑھتے ہیں، لیکن کثرت استعمال کی وجہ سے اس کے ہمزہ کو لین کے ساتھ یعنی ”نبی“ کی بجائے ”نبی“ پڑھا گیا جیسے **ذَرِيَّةٌ** اور **بَرِيَّةٌ** کہ دونوں ہمزہ کی بجائے یا کے ساتھ پڑھے گئے، ایک قول یہ ہے کہ لفظ **نبی** **نَبُوَّةٌ** سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں ”بلندی“، ایسی صورت میں نبی کے معنی ہیں ”اونچا اور بلند رتبہ“۔

اور تحقیق یہ ہے کہ یہ معنی پہلے معنی میں داخل ہیں، کیونکہ جسے اللہ تعالیٰ نے خبر دی اور اُسے اپنی طرف سے خبر دینے والا بنایا، وہ وہی ہوتا ہے جو بلند رتبہ اور اونچا ہو۔ (کتاب النبوات، طبع بیروت، ص ۳۳۶)

(۳) پھر اعرابی کی روایت کے بارے میں لکھتے ہیں :

وما روى عن النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم أنه قال انا نبي الله ولست نبي الله فما رأيت له اسنادًا الامسندًا ولا مراسلا ولا رأيت في شيء من كتب الحديث ولا السير المعروفة ومثل هذا لا يعتمد عليه۔ (كتاب النبوات، للامام ابن تيمية، طبع بيروت، ص ۳۳۶/۳۳۷)

اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے جو روایت کی گئی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا (میں ہمزہ کے ساتھ) **نبي الله** نہیں، بلکہ (بغیر ہمزہ کے) **نبي الله** ہوں، میں نے اس کی کوئی اسناد نہیں دیکھی، نہ مسند اور نہ مرسل اور نہ میں نے کتب حدیث میں سے کسی کتاب میں یہ حدیث دیکھی اور نہ سیر معروفہ میں اس روایت کو میں نے دیکھا، اس جیسی روایت پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔

ناظرین کرام! یہی وہ ابن تیمیہ ہیں جن کے متعلق کہا جاتا ہے ”**کل حدیث لا يعرفہ ابن تیمیہ فهو ليس بحدیث**“، یعنی جس حدیث کو ابن تیمیہ نہیں پہچانتے وہ حدیث نہیں، آپ نے دیکھ لیا کہ معاند کے اسی امام ابن تیمیہ نے اُس کے تینوں دعاوی کی دھجیاں اڑا کر رکھ دیں اور ان کا ابطال کر کے ہماری تصدیق و توثیق کر دی، سچ ہے ”**الحق يعلو ولا يعلى** فلله الحجة البالغة“۔

اب اس بحث کے اختتام پر ہم معاند کے قاسم العلوم والخیرات مولانا محمد قاسم نانوتوی کی ایک فیصلہ کن عبارت پیش کر رہے ہیں، آپ نے ”تذیر الناس“ میں تحریر کیا :

(۴۲) ”جیسے نبی کو نبی اس لئے کہتے ہیں کہ خبردار یا خبردار کرنے والا ہوتا ہے، صدیق کو صدیق اس لئے کہتے ہیں کہ اُس کی عقل بجز قول صادق قبول نہیں کرتی۔ اھ (تذیر الناس، مطبوعہ قاسمی پریس دیوبند، ص ۵-۶)

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

تذیر الناس کی اس عبارت کے بعد بھی معاند کا یہ کہنا کہ ”اصطلاحی نبی کے معنی خبر دینے والا نہیں، بلکہ اس کے معنی رفیع المنزلہ ہیں“ اپنے قاسم العلوم والخیرات کی تکذیب نہیں تو کیا ہے؟۔

الحمد للہ بانی مدرسہ دیوبند نے اس کا سب کیا دھرا خاک میں ملا کر رکھ دیا۔ **فاعتبروا یا اُولی الابصار۔**

۲۳ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ / ۱۳ جون ۱۹۸۵ء

سید احمد سعید کاظمی غفرلہ